نشری تقریر

ڈاکٹر اسرار احمد

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

یہ سورۃ آلِ عمران کی آیت ۱۳۹ ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے:
("اے مسلمانو!) نہ پست ہمت ہو نہ غمگین، اگر تم مومن ہو تو یقیناً تم ہی غالب رہو گے!"
یہ الفاظِ مبارکہ اُس مفصل خطاب کے دوران وارد ہوئے ہیں جو سورۂ آلِ عمران میں آیت ۱۲۱ سے آیت ۱۸۰ تک پھیلا ہوا ہے اور جس میں غزوۂ اُحد کے حالات و واقعات اور اس کے فوراً بعد کے مترتب ہونے والے اثرات اور اُن سے پیدا شدہ مسائل و معاملات پر تفصیلی تبصرہ بھی ہے اور مسلمانوں کو آئندہ کے لئے واضح ہدایات بھی دی گئی ہیں۔

غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو فتح مبین اپنے خاص فضل و کرم اور خصوصی نصرت و تائید سے عطا فرمائی تھی اور یوم بدر کو جس طرح حق و باطل کے مابین امتیاز کر دینے والا "یوم الفرقان" بنا دیا تھا، اس کے نتیجے میں واقعہ یہ ہے کہ پورا ایک سال مسلمانوں کے لئے امن و سکون ہی نہیں فتح کے کیف و سرور کے عالم میں گذرا جس سے نہ صرف یہ کہ مستقبل کے لئے اُمید اور اعتماد کی فضا پیدا ہوئی۔ بلکہ بعض لوگوں نے تو یہ سمجھا کہ بس اب آخری فتح اور غلبۂ کامل بالکل قریب ہے۔ اس "مد" کے عالم میں غزوۂ اُحد ایک فوری "جذر" کی کیفیت لئے ہوئے آیا۔ بدر میں ستر کفارِ قریش ہلاک ہوئے تھے، جن میں ابوجہل اور عتبہ بن ربیعہ ایسے سردار بھی شامل تھے تو اُحد میں ستر ہی صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جامِ شہادت

© rasailojaraid.com

کا تعلق پہلی شریعتوں سے ہے۔ بیان کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس میں نہ صرف یہ کہ پہلی شریعتوں کی تاریخ آگئی ہے بلکہ حالات کے لحاظ سے ان میں جو ترقی ہوتی رہی اس کا بھی ذکر آگیا ہے۔ جو سوچنے سمجھنے والوں کو بہت کچھ دے رہا ہے۔

لے یہ یہودیوں اور تمام ان لوگوں کے حسد و جلن کا جواب ہے جو اللہ کے فضل یا اس کی کسی بھی نعمت کو اپنے لئے خاص کرنا چاہتے ہیں کسی اور میں دیکھنا ان کو گوارہ نہیں ہوتا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کو ہر بات پر قدرت ہے جس کو جو چاہے دے اور جس سے جو چاہے لے زمین و آسمان میں اسی کی حکمرانی و فرمانروائی ہے وہی بہتر جانتا ہے کہ اب کس کو کیا دینا ہے اور کس سے کیا لینا ہے۔ اور کب تک کس کے پاس کیا رکھنا اور کب کس سے کیا واپس لینا ہے۔ یہ حاکمانہ جواب ہے جس کی ضرورت ہر ایسے موقع پر ہوتی ہے جب کوئی شخص اللہ کا فضل اور اس کی نعمت کسی کو دیئے جانے پر اعتراض کرتا ہے اور کسی دلیل سے خاموش نہیں ہوتا ہے۔ (جاری ہے)

بقیہ : تبصرۂ کتب

ایڈیشن میں صحت کا زیادہ اہتمام کیا جائے گا۔ اسی طرح اعلام کے انگریزی ضبط کی بعض معمولی اغلاط تصحیح طلب ہیں (مثلاً کحالہ کو ایک جگہ 'KAHALA' مگر دوسری جگہ 'KHALA' لکھنا)۔ بعض حوالوں میں کسی کثیر التصانیف مؤلف کا نام دیا ہے مگر یہ بیان نہیں کیا کہ یہ حوالہ ان کی کس کتاب کا ہے۔ مثلاً ابن کثیر یا ابن حجر کے معاملے میں ایک آدھ جگہ ایسا ہوا ہے۔ (مثلاً ص ۱۴۸)۔

بعض جگہ بحث کے دوران یا حواشی میں اصل عربی عبارات بھی دی گئی ہیں (مثلاً ص ۴۰، ۱۴۱، ۲۰۵)۔ اگر تمام دس احادیث کے اصل متن ـــ اسناد کے بغیر ہی ـــ بھی عربی میں دیئے جاتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔

بہرحال مجموعی طور پر یہ کتاب اہلِ علم کے ـــ خصوصاً علوم اسلامیہ کے ماہرین اور فن الرجال سے دلچسپی رکھنے والوں کے ـــ مطالعہ اور توجہ کی مستحق ہے۔ کیونکہ یہ کتاب "فنِ نقد الحدیث" کے (علمی بنیادوں پر) علمی احیاء کی ایک مستحسن کوشش ہے۔

d.com

نشری تقریر

ڈاکٹر اسرار احمد

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ

یہ سورۂ آلِ عمران کی آیت ۱۳۹ ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے:

("اے مسلمانو!) نہ پست ہمت ہو نہ غمگین، اگر تم مومن ہو تو یقیناً تم ہی غالب رہوگے!"

یہ الفاظِ مبارکہ اُس مفصّل خطاب کے دوران وارد ہوئے ہیں جو سورۂ آلِ عمران میں آیت ۱۲۱ سے آیت ۱۸۰ تک پھیلا ہوا ہے اور جس میں غزوۂ اُحد کے حالات و واقعات اور اس کے فوراً بعد کے مترتّب ہونے والے اثرات اور اُن سے پیدا شدہ مسائل و معاملات پر تفصیلی تبصرہ بھی ہے اور مسلمانوں کو آئندہ کے لئے واضح ہدایات بھی دی گئی ہیں۔

غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو فتح مبین اپنے خاص فضل و کرم اور خصوصی نصرت و تائید سے عطا فرمائی تھی اور یومِ بدر کو جس طرح حق و باطل کے مابین امتیاز کر دینے والا "یوم الفرقان" بنا دیا تھا، اس کے نتیجے میں واقعہ یہ ہے کہ پورا ایک سال مسلمانوں کے لئے امن و سکون ہی نہیں فتح کے کیف و سرور کے عالم میں گُذرا جس سے نہ صرف یہ کہ مستقبل کے لئے امّید اور اعتماد کی فضا پیدا ہوئی۔ بلکہ بعض لوگوں نے تو یہ سمجھا کہ بس اب آخری فتح اور غلبۂ کامل بالکل قریب ہے۔ اس "مدّ" کے عالم میں غزوۂ اُحد ایک فوری "جذر" کی کیفیت لئے ہوئے آیا۔ بدر میں ستّر کفّارِ قریش ہلاک ہوئے تھے، جن میں ابوجہل اور عتبہ بن ربیعہ ایسے سردار بھی شامل تھے تو اُحد میں ستّر ہی صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جامِ شہادت

© rasailojaraid.co

نوش فرمایا۔جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے "اسد اللہ و اسد رسولہ" بھی شامل تھے اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے قرآن کے قاری و مُقری بھی۔گویا جواب پورا بھرپور تھا۔یہی وجہ ہے کہ اگلی ہی آیت میں مسلمانوں کی دلجوئی فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:

: اِنۡ يَّمۡسَسۡكُمۡ قَرۡحٌ فَقَدۡ مَسَّ الۡقَوۡمَ قَرۡحٌ مِّثۡلُهٗ

یعنی "اے مسلمانو! اگر آج تمھیں کوئی چرکا لگا ہے تو تمھارے دشمنوں کو بھی تو بالکل ایسا ہی چرکا لگ چکا ہے!"

بلکہ ایک دوسرا پہلو نسبتاً زیادہ تکلیف دہ یہ تھا کہ بدر میں تو مسلمانوں نے مدینہ سے اسّی میل دُور جا کر قریش کو شکستِ فاش دی تھی، اور اُحد میں دشمنوں نے انہیں عین گھر پر آکر کاری زخم لگایا۔نتیجۃً مسلمانوں کو یکدم اپنے پاؤں تلے سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی اور مسلمانوں کی جو دھاک غزوۂ بدر کی وجہ سے بیٹھ گئی تھی اور جو رعب داب قائم ہو گیا تھا، وہ دفعتاً ختم ہوتا محسوس ہوا، جس کے نتیجے میں بددلی اور دل شکستگی کی ایک عام فضا پیدا ہو گئی اور کچھ ضعیف الایمان لوگوں کے دلوں میں تو شدید مایوسی نے ڈیرا ڈال لیا۔اس پس منظر میں یہ عظیم آیتِ مبارکہ مسلمانوں کے لئے ایک نویدِ جانفزا بن کر نازل ہوئی کہ اے مسلمانو! اس عارضی اور وقتی صورتِ حال سے نہ پست ہمّت ہو نہ غمگین، اہلِ ایمان کے ابتلاء و آزمائش ——— اور جانچ پرکھ کے لئے دنوں کا الٹ پھیر اور حالات کی اُونچ نیچ میں بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم حکمتیں مضمر ہیں۔لیکن یہ سب کچھ عارضی ہوتا ہے —— اللہ کا مستقل وعدہ اپنے اہلِ ایمان بندوں سے یہی ہے کہ:

اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝

کہ یقیناً آخری فتح تمھاری ہی ہو گی —— اور غالب تم ہی رہو گے بشرطیکہ تم ایمان پر ثابت قدم رہے —— اور یقین کا دامن تم نے ہاتھ سے نہ چھوڑا۔گویا بقول علّامہ اقبال ؎

تُندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب ⁂ یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

اِس اعتبار سے واقعہ یہ ہے کہ قرآنِ حکیم کی یہ آیتِ محکم اہلِ ایمان کے حق میں ابد الآباد تک کے لئے اُمید کا ایک پیغام اور فتح و نصرت کی ایک نویدِ جانفزا ہے۔خالقِ کائنات اور شہنشاہِ ارض و سمٰوٰت کے اس پختہ وعدے سے بڑھ کر اُمید افزا، اور مسرت بخش چیز اور کون سی ہو سکتی ہے۔اگرچہ یہ واضح رہنا چاہیئے کہ یہ وعدہ غیر مشروط

نہیں ہے، بلکہ جس طرح بندے اور ربّ کے مابین تمام معاملات دو طرفہ ہیں جیسے نصرت و تائید کہ: "اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَیُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ!" (اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے قدموں کو جما دے گا!) ــــ یا یاد اور ذکر کہ: فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ! (پس تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا) یا جیسے توبہ کا معاملہ ہے کہ بندہ توبہ کرتا ہے گناہ اور معصیت کو ترک کرکے طاعت اور فرمانبرداری کی جانب پلٹ کر اور اللہ بھی توّاب ہے یعنی فوراً اپنی عنایتوں اور شفقتوں کے ساتھ متوجّہ ہو جاتا ہے بندے کی جانب ــــ یا جیسے شکر کہ بندہ بھی شکر کرتا ہے اللہ کا احسان مان کر، اور اللہ بھی شکور ہے یعنی بندوں کی قدر افزائی فرماتا ہے!۔ اسی طرح کا معاملہ اس وعدے کا بھی ہے کہ مسلمان ہی دُنیا میں سربلند ہوں گے۔ بشرطیکہ وہ واقعۃً مومن ہوں ــ اور واقعہ یہ ہے کہ اگر ہم اپنی موجودہ حالت پر نظر ڈالیں اور اس سوال کا جواب حاصل کرنا چاہیں کہ ؎

"ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند ✣ گستاخیٔ فرشتہ ہماری جناب میں!"

تو وہ اسی آیۂ کریمہ میں موجود ہے ــ اور اگر اس کی روشنی میں ہم جائزہ لیں اور ذرا غیر جانبداری اور انصاف پسندی کے ساتھ اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور اپنے گریبان میں جھانکیں تو صاف نظر آجائے گا کہ اُمّتِ مسلمہ کی ایک عظیم اکثریّت کے قلوب و اذہان نورِ ایمان سے محروم ہو چکے ہیں ــ اور مغرب سے اٹھنے والی مادّہ پرستانہ الحاد کی آندھیوں نے عالمِ اسلام کے اکثر و بیشتر حصّے میں ایمان و یقین کے ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کو بالکل گل کرکے رکھ دیا ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎

"بُت شدہ مومن و بے ذوقِ طلب ✣ العجب، ثمّ العجب، ثمّ العجب!"
"رفت سوزِ سینۂ تاتار و کُرد ✣ یا مسلماں مُرد یا قرآں بہ مُرد"

کیسے ممکن ہے کہ ایمان ہو اور انسان میں نہ ذوقِ طلب ہو نہ جوشِ عمل، نہ جذبۂ جہاد! واقعہ یہ ہے کہ اگر دو اور دو مل کر چار ہی ہوتے ہیں نہ کبھی تین ہو سکتے ہیں نہ پانچ، تو یہ بھی ناممکن ہے کہ دلوں میں ایمان موجود ہو اور پھر بھی مایوسی کے یہ بادل چھا جائیں اور خوف اور حزن کے گھٹا ٹوپ اندھیرے انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیں۔

ذرا غور کیا جائے تو ایمان کا لفظ تو بنا ہی امن کے مادّے سے ہے، اور اس کا

© rasailojaraid.com